رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار روشن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

جلد ۳ | ۱۰- اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء | یکشنبہ | مطابق ۳۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۴۷

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمدللہ کہ حضرت اقدس (ایدہ اللہ) کی طبیعت اچھی ہے۔ **خاندان نبوت** بھی خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ مع اہلیہ قادیان واپس پہنچ گئے حضرت میاں شریف احمد صاحب ابھی چند روز مالیر کوٹلہ ہی میں قیام فرمائینگے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام و مدرسہ احمدیہ دو نو کا وقت افتتاح ۷ بجے سے بدلکر ۹ بجے ہو گیا ہے **خطبہ** جمعہ ابکے بھی ماشاء اللہ بڑا زبردست تھا جو انشاء اللہ آئندہ شائع ہوگا۔ اخبار **فاروق** کا پہلا پرچہ شائع ہو گیا ایڈیٹر صاحب الحکم کی جدید تالیف **سیرۃ مسیح موعود** علیہ السلام کی پہلی جلد تیار ہو گئی ہے۔ سید نواز شاہ صاحب مدرس مدرسہ پور تلی کی صاحبزادی صغیرہ بانو کا **نکاح** سید ہدایت علی پسر سید عبداللہ شاہ۔

اخبار احمدیہ

مشرقی افریقہ سے ڈاکٹر عبدالکریم صاحب سب اسسٹنٹ لکھتے ہیں۔ کہ یہاں کے لوگوں میں اس قدر جہالت اور بیدینی پھیلی ہوئی ہے جس کی کوئی حد نہیں زناکاری شراب خوری کثرت سے پائی جاتی ہے۔ کلمہ طیبہ اور بسم اللہ تک پڑھنا نہیں جانتے اور اپنے تئیں شافعی مذہب کا پیرو سمجھتے اور ہمارے سلسلہ کو نیا مذہب بتلاتے ہیں۔ اس لئے ہماری باتوں پر توجہ نہیں کرتے لیکن بندہ اپنی طاقت کے مطابق خدا کے مرسل کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہتا ہے۔ چنانچہ انہی ایام میں حضرت نبی اللہ کی کتاب "ٹیچنگز آف اسلام" ایک افسر کو دیگئی ہے اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو حق سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

لدھیانہ چھاؤنی سے برادرم کرم الٰہی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں بمشورہ چند احباب ایک سرگرم پیغامی کے پاس تبلیغ حق کی غرض سے گیا۔ دو تین دن تک ان کے پاس رہا مسئلہ نبوت۔ خلافت۔ اور کفر و اسلام پر گفتگو ہوتی رہی۔ ہم مختلف کتب و اشتہارات اپنے ساتھ لیتے گئے تھے۔ یہ مسائل حضرت کی کتب سے مفصل طور پر بتائے گئے جن کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے پھر اشتہار مطبوعہ ۱۸۸۶ء سنایا گیا جس میں فرزند موعود کی پیشگوئی ہے تو حیران رہگیا اور کہا کہ میں مولوی محمد علی صاحب کو ابھی لکھتا ہوں کہ اس اشتہار کے ملنے میں آپکو کیا عذر ہے یہ دوست صاف دل اور تعصب سے پاک ہے خدا کرے کہ یہ حق کو قبول کرے۔

بلب گڈھ میں حکیم انوار حسین خانصاحب نے باجازت حضرت اقدس روزانہ درس اور آٹھویں دن لیکچر دن کا سلسلہ شروع کیا ہے اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس میں چھپکر شائع ہوا)

تحریک دعا مولوی عبد القدوس صاحب ساکن دانۃ ضلع ہزارہ عرصہ سے بیمار ہیں نیز سوہا وا سے میاں عبد الخالق صاحب لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ ایک ماہ سے بیمار ہے محمد سردار خان ویٹرنری ڈاکٹر لودیانوی عرصہ سے بیمار ہیں احباب دعا کریں۔

میرٹھ سے اخی کرم منشی حامد حسین خان صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ایک غیر احمدی صاحب اسلامیہ مدرسہ شیر کوٹ ضلع بجنور کے فراہمی چندہ کے لیے آئے بندہ نے انکو ڈیڑھ گھنٹہ تبلیغ کی اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کو بوضاحت بتایا اور خصوصاً حضرت کی نبوت کو کھول کر سنایا اور ضمناً خلافت حقہ کا بھی ذکر کر دیا گیا انہوں نے سب باتوں کو غور سے سنا اور آئندہ تحقیق حق کا وعدہ کیا خدا تعالےٰ قبول حق کی توفیق بخشے۔

مونگیر سے مکرم محمد سعید الحسن صاحب لکھتے ہیں غیر احمدی لوگ جس قدر اعتراضات کرتے ہیں۔ میں انکے جوابات حضرت کی کتابوں سے سناتا رہتا ہوں جس سے انہیں تسلی ہو جاتی ہے یہاں پر دو تبلیغی جلسے ہوئے ہیں لوگ بہت دلچسپی سے سنتے ہیں نیز مولوی محمد علی کا پیغامی نے ایک مطبع کھولا ہے جس کی غرض ہمارے خلاف کتابوں کا شائع کرنا ہے

لکھنؤ سے برادرم مکرم محمد عثمان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضور کا وہ خطبہ جس میں کہ آپنے حلف اٹھایا ہے اس کو پڑھکر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میرا خیال ہے کہ اگر فئہ باغیہ کے امیر کو بھی اسی طرح حلف اٹھانا پڑے تو وہ مقابلہ کی جرأت نہیں کرینگے نفس عمر کے زمانہ میں مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی شان نظر آرہی ہے پیغامی لکھتے ہیں کہ ایک دوست کو رسالہ "تبدیلی عقاید" دیا گیا اس نے کہا کہ میں مسئلہ نبوت میں تو آپ لوگوں سے متفق ہوں۔ لیکن مجھے یہ سنایا گیا تھا کہ میاں صاحب نے انجمن کو توڑ دیا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ جس انجمن کو حضرت مسیح موعودؑ نے قائم کیا تھا وہ تو موجود ہے اور اگر مولوی محمد علی اور خواجہ کا نام انجمن ہے تو وہ ٹوٹ گئی ہے۔

میدان جنگ سے برادر مکرم ڈاکٹر محمد حسین صاحب خاص طور پر دعا کی درخواست کرتے ہیں نیز سید محمد حسین صاحب

خبریں

جنگ | شہزادہ بویریا (جرمنی) میدان حرب میں بدحواس ہو ہو کر گمک کیواسطے چیخ رہا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی جانتا ہے کہ اب ہاتھ پاؤں مارنا عبث ہے

بلغاریہ کو دول متحدہ کے وکلاء نے جتلا دیا ہے کہ اگر تمنے سرویہ پر حملہ کیا تو ہم اس کی مدد کرینگے۔

ایک جرمن طیارہ پچھلی جمعرات کو کلافرٹ پر جا منڈلایا تھا ایک رومانی ہوائی جہاز نے جو سرویا کی طرف اڑا چلا جاتا تھا اس پر فیر کئے۔ جس کے سبب اول الذکر نے اپنا رخ بدلا اور صوفیہ کے جانب مشرق زمین پر اتر پڑا۔

پیٹروگراڈ کی تار خبر ہے کہ روس نے بلغاریہ کو ۲۴ گھنٹے کا الٹی میٹم دیا ہے کہ اس مہلت میں تمام جرمن افسروں کو برطرف کر دے ورنہ جنگ کے لئے تیار رہے۔

الٹی میٹم۔ روسی سفیر متعینہ صوفیا کو ہدایت ہوئی ہے کہ وزیر اعظم بلغاریہ کو یہ پیام پہنچا دو کہ بلغاریہ کے تازہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شاہ فرڈنینڈ کی گورنمنٹ نے اس کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ بلغاریہ کی قسمت کو جرمنی کے ہاتھوں میں دیدیا جائے۔ تمہاری وزارت حربیہ اور آرمی شاف میں آسٹروی و جرمن افسروں کی موجودگی۔ سرحد سرویہ پر اجتماع افواج اور ہمارے دشمنوں سے معقول مالی امداد کا قبول کر لینا وغیرہ جملہ قرائن سے بلغاریہ کی موجودہ فوجی تیاریوں کا مدعا صاف عیاں ہے۔ دول متحدہ تمکو بار بار متنبہ کر چکی ہیں کہ سرویہ کے برخلاف کوئی جنگی کارروائی خود انہی کے خلاف متصور ہوگی۔ مگر ان تنبیہوں کے جواب میں وزیر بلغاریہ کی طفل تسلیاں جو وہ ابتک دیتا رہا۔ ان واقعات کے برعکس نکلیں وغیرہ وغیرہ۔ اور اسی لیے روسی سفیر کو یہ بھی حکم ملگیا ہے کہ اگر حکومت بلغاریہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر دشمنوں سے علانیہ قطع تعلق نکرے اور دول متحدہ کے مقابلہ میں لڑنے والی افواج کے ساتھ علاقہ رکھنے والے افسروں کو ایکدم نہ نکال دے تو تم مع عملہ سفارت و قونصلخانہ کے بلغاریہ سے چلے آؤ۔

ایتھنز کے ایک پیام برقی سے پایا جاتا ہے کہ چھ جرمن طیارے صوفیا میں پہنچ گئے ہیں اور جرمن مزدور قسطنطنیہ سے بھی روانہ بلغاریہ ہو رہے ہیں۔

رایوٹر کی ایک طویل تار خبر مورخہ ۴ر اکتوبر کا ماحصل یہ ہے کہ محاربہ فرانس کے جنوب میں افواج متحدہ دشمن کی آخری خندقوں کو چیرتی چلی گئیں۔ بہت سے قیدی اور توپیں بھی گرفتار کیں۔

حضور ملک معظم دام اقبالہم نے تازہ فتوحات پر فیلڈ مارشل سر جان فرنچ کو مبارکباد کا تار دیا جس میں جانبازی افواج کی داد دی اور مزید فتوحات کی توقع ظاہر فرمائی ہے

علاقہ ریگا میں ڈونسک و ولینا لائن سے جانب مشرق ان دنوں روسیوں کو مزید فتوحات حاصل ہوئیں ان معرکوں میں یا تو دشمن کے حملے پسپا کئے گئے اور اسے بدحواسی وابتری کی حالت میں بھاگنا پڑا یا روسیوں کے شاندار حملوں میں جو سنگینوں سے کئے گئے غنیم کی خندقوں اور دیہات پر قبضہ ہو گیا جرمن ادہر کی آتشباری کے آگے ٹھیر نہ سکے ان کی آٹھ ہوٹزر اور چھ دوسری توپیں بھی چھین گئیں۔ ڈونسک اور دریائے ویلیا کے مابین آٹھ جرمن آرمی کو زرنے سر توڑ کوشش کی کہ مشرق کیطرف زبردستی گھس پڑیں۔ مگر ناکامی ہوئی۔

نو ہزار قیدی جنمیں ۱۸۸ جرمن افسر بھی ہیں کیمف میں لائے گئے۔ روسیوں نے انکو بڑی ہوشیاری سے پکڑا اور خود پہاڑیوں پر قابض ہو گئے۔

فرنچ فوج ۴ر تاریخ کو آرٹائس میں آگے بڑھ گئی اور چند خندقوں پر قبضہ کر لیا۔

پانچ انگریزی طیاروں نے ۴ر اکتوبر کو زیبرگی پر دہاوا کیا اور غنیم کے اہم جنگی مقامات پر بمب گرائے۔ جرمن توپوں نے بھی شدومد سے آگ برسائی۔

بلجیم میں جرمنوں نے پچھلے ہفتے خندقوں میں ۴ سو بمب گرائے اور ایک جگہ اپنے قدم جمائے تھے مگر جلدی ہی نکالے گئے قلعبندی نامور کی تمام توپیں جرمن محاذ پر بھیجدی گئی ہیں مع مستحکم افواج کمک کے۔

سپین ابتک غیر جانبدار ہے اور اس بات کا خواہشمند کہ بیچ میں پڑ کر صلح کرا دے **روما** (اٹلی) میں ۴ر اکتوبر کو ایک اہم کانفرنس منعقد ہوئی جس میں وزیر اعظم۔ وزیر جنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۰ - اکتوبر ۱۹۱۵ء

فیلڈ سروس پر

ہماری سرکار برطانیہ اور اسکی رفیق طاقتیں سوا سال ہونے آیا کہ ایک سرکش غنیم سے برسر پیکار ہیں۔ دونوں طرف کے مردانِ نبرد میدان کارزار میں شب و روز مصروف جنگ و جدل ہیں لکھوکہا جوان اس معرکہ میں نذرِ اجل ہو چکا ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ ابھی کتنی جانیں اَور جائینگی۔ تب کہیں اس عالمگیر آتشِ حرب کے شعلے دھیمے پڑینگے ؎

یہ جنگجو سپاہی جو دشمن سے مقابلہ کرنے کو سربکف ہوکے نکلتے ہیں۔ اور بڑی بڑی گھمسان کی لڑائیاں ہوتی ہیں تو کیا جب تک حریف سے دو دو ہاتھ ہوتے رہیں۔ انکی فطرت بالکل بدلجاتی ہے؟ کیا ان کے خاکی اجسام کھانے پینے سونے آرام کرنے کی حوائج ضروری سے قطعاً مستغنی ہوجاتے ہیں؟ کیا قانون قدرت اُن کے واسطے معطل ہوجاتا ہے کہ بن کھائے جی سکیں۔ اور بے آرام لئے کام کرتے رہیں؟ کیا متخاصمین کو کروڑ ہا روپیہ پانی کی طرح اس غرض کے لئے نہیں بہانا پڑتا کہ جو اپنی ماؤں کے لال گھر کا عیش و آرام چھوڑ کر سرکار کی عزت بچانے اور بات بنانے کی خاطر جان ہتھیلی پر رکھ کر وطن مالوف سے کالے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ اور دن رات سینہ سپر کئے لڑ رہے ہیں۔ اُنہیں حتی الوسع کسی چیز کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ کیا رسد اور راشن میں انکے واسطے ضروری خورد و نوش تو ایک طرف بعض تفریح و تکلف تک کے سامان مہیا نہیں کئے جاتے؟ کیوں نہیں یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی جسوقت جنگی جوانوں کو دشمن سے مقابلہ پڑتا ہے۔ وہ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ بیٹھنا سب ہی تو بھول جاتے ہیں۔ بس یہی دُھن لگ جاتی ہے کہ کسی طرح یا تو دشمن کو ملیا میٹ کردیں یا آپ مر رہیں۔ پھر اس خونریز کشمکش کا مآلِ کار یہی ہوتا ہے کہ جس طرف شجاعت مستعدی۔ خوش تدبیری اور تمام ضروریاتِ حرب کا پلہ بھاری ہوا وہی غالب آتا ہے

مذہبی نقطۂ نظر سے بھی اسوقت دنیا ایک میدانِ جنگ بنی ہوئی ہے۔ چھوٹے بڑے مخفی و آشکار صدہا مذاہب کا مقابلہ ہے تو جس طرح سیاسی محاربات میں ایک فریق غالب رہتا ہے تو دوسرا یہ نہیں کہ بالکل مٹ ہی جائے بلکہ اس کے آگے مغلوب و زیر ہو جاتا ہے اسی طرح یہ معرکہ مذاہب بھی یوں سمجھو کہ گویا ایک انقطاعی اور فیصلہ کن لڑائی ہے۔ جسمیں ضرورتِ وقت اور آثار زمانہ متقاضی ہیں کہ وہی ایک دین دوسرے سب ادیان پر غلبہ پائے۔ جو عقل سے نقل سے اپنی تعلیم اور ثمرات کے لحاظ سے افضل اور زبردست ہو ٭ مسیحی کہتا ہے کہ یہ امتیاز میرے مذہب کو حاصل ہے۔ یہودی کو ادعا ہے کہ تمام عالموں پر فضیلت تو مجھی کو دیگئی ہے۔ آتش پرست اپنے دین کی فوقیت پر زور دیتا ہے۔ بدھ ازم کا شیدائی اپنے اصولوں کو عالمگیر کشش کا مرکز قرار دیتا ہے آریہ اپنی سماج کا بول بالا ہوتے دیکھنے کا منتظر ہے انہی میں ایک فریق اسلام کے نام لیوا افراد کا بھی ہے۔ جو خدا جانے کن کن سبز باغوں کی توقع پر جیتے ہیں۔ حالانکہ اگر اسلام یہی ہے جو اسوقت انکے پلے رہ گیا ہے تو ؎

خواجہ در بندِ نقش ایوان است
خانہ از پائے بست ویران است

ایک طرف تو دین کا ڈنکا بجنے کا سودائے خام سر میں سمایا ہوا ہے۔ دوسری جانب علمی عملی اخلاقی روحانی جسمانی۔ غرض ہر قسم کی کمزوریوں کا جو خیر سے بقول ع "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" روز بروز ترقی پذیر ہیں یہ حال ہے کہ اپنی شامت اعمال سے دنیا بھر کی ذلیل ترین اقوام کے درجہ کو پہنچ کر بھی جی سکتے تو جانو بڑی خوش نصیبی ہے۔ ورنہ مٹنے میں تو کچھ شک ہی نہیں رہا۔ کیونکہ انہیں مومن و مسلم کی جو خصوصیات تھیں وہ مفقود ہوچکیں۔ دین حق کے انوار و برکات کا کہیں نام و نشان نہیں۔ **قرآن اور ایمان** حسب وعدہ انکے ہاں سے اُٹھا ہی لیا گیا۔ پھر اسلام کو ان سے کیا واسطہ؟ ایک ہٹ دھرم ڈھیٹ کی طرح رسم و عادت کے غلام بنکر قومیت کے گھمنڈ میں اِترا اِترا کر مغضوب زندگی کے دن کاٹتے رہیں۔ اسی انتظار میں کہ کب مُردوں کو جِلاتے ہوئے مسیحا آسمان سے اُتریں۔ اور کب اُن کی جان میں جان آئے۔ کب تلوار چلانیوالے امام مہدی قدم رنجہ فرمائیں اور انکی بگڑی ہوئی کو بنائیں۔ حالانکہ دینِ حق کو ان باتوں سے تعلق ہی کچھ نہیں ٭

خدائے تعالیٰ کے سچے اور پاک دین کے احیاء اور غلبہ کی غرض جس رنگ میں اور جن طریقوں سے پوری ہونی تھی۔ اسکے سارے سامان مہیا ہو بھی گئے۔ زمین و آسمان بھی اسبات کی گواہی دے چکے کہ فی الواقعہ یوں ہی مقدر تھا اور اسی طرح ممکن۔ لیکن مسلمان ہیں کہ ہٹیلے بچوں کی مانند اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو من مانی مرادیں ہی لینگے خواہ وہ محال عقل یا بیہودہ بلکہ خطرناک ہی کیوں نہوں اگر انکی عقلیں مسخ نہ ہوگئی ہوتیں۔ اگر انکے **ایمان** مُردہ نہ ہوگئے ہوتے۔ اگر انمیں روحانی بیداری و **فراست** کا کچھ بھی حصہ باقی رہگیا ہوتا تو یہ وقت تھا کہ حق کے سچے ہونے سے منہ نہ موڑتے۔ اُسکے فیض سے اپنی اصلاح کرکے محاسن اسلام کا **زندہ نمونہ** بنتے وہ کشش و تسخیر قلوب پیدا کرتے کہ دنیا خود بخود انکی طرف کھچی چلی آتی۔ اور بے حرب و ضرب کے۔ بلا قتال و جدال کے دلوں پر فتح پاکر ایک دنیا کو اپنا بنا لیتے۔ بس اور چاہیئے کیا؟ غلبہ اسلام کا تو مُدعا یہی ہے کہ خلق اللہ غفلت و معصیت کی تاریکی سے نکلکر ہوشمندی و فرمانبرداری کے انوار و برکات سے متمتع ہوکر خوشنودی خالق کے رستہ پر قدم مارنے لگے۔ اس میں کسی کے آسمان سے اُترنے یا تلوار چلانے کا کیا کام ہے؟ حصول فلاح و نجات کا **عالمگیر قانون** موجود ہے اسپر عمل کرو۔ رسول رب العلمین کا اسوۂ حسنہ سامنے ہے۔ اسکے سچے پیرو بنجاؤ۔ اسی سے سارے دلدر دور ہوجاتے ہیں۔ خدانے یا تمہارے پیشوا نے یہ کہاں بتلایا ہے کہ آخر میں اسلام معاذاللہ ایسا گیا گذرا اور لچر پوچ دین رہ جائے گا کہ اپنے تمام محاسن اور پاک و بے عدیل خصوصیات کو کھو بیٹھے گا۔ اور اپنے ہی پیش کردہ اُصولوں کے خلاف جبر و اکراہ کو روا رکھے۔ تب کہیں زندہ رہ سکیگا اور دُنیا پر پھیلے گا۔ استغفراللہ ثم استغفراللہ ٭

کچھ شک نہیں کہ یہ جنگوں کا زمانہ ہے اور دنیاوی معرکہ آرائیوں کے ساتھ ہی دینی مقابلہ بھی اسوقت ایسا

سخت ہو کہ چشمِ عالم نے کبھی نہ دیکھا تھا مگر اس مقابلہ میں مہیب و مہلک اسباب حرب کے بجائے اسباب کی ضرورت ہے کہ ہر مذہب کے مدعی اپنے اپنے دین کی سچائی عقلی دلائل علمی خوبیوں اور روحانی کشش و قوت سے ثابت کریں اور دیکھیں کہ خدا جو ہمیشہ صدق و حق کا ساتھ دیتا اور اسی کا بول بالا کرتا ہے ان کا حامی و مددگار ہے تاکہ دیگر اقوام پر حجت تمام ہو اور یا تو وہ بھی سچائی کو قبول کرلیں یا پھر "من ھلک ھلک عن بینۃ" کے مصداق اپنی روحانی موت اور مغلوبیت پہ خود مُہر کرنے والے ٹھیریں۔

پس اس حق و باطل کی لڑائی میں ہر شخص کا جو اپنے تئیں حق پر سمجھتا ہے یہ فرض ہونا چاہیئے کہ خورد و خواب اور بقاء حیات کے دیگر اسباب سے ایک سپاہی کی طرح واسطہ رکھے جو فیلڈ سروس پر محض بحکم ضرورت و مجبوری کچھ کھاتا اور کسیقدر سولیتا ہے وہ بھی جب موقعہ ملے ورنہ ہر دم اُسی بیچ کو لگی رہتی ہے کہ جسطرح بن پڑے اپنے دشمن کو زیر کرنے میں جان لڑا دے جائے اور بھاگ کر نہ بیٹھے۔ جب تک لڑائی اِدھر یا اُدھر نہ ہو جائے۔

احمدی بھائیو! تمہارا اسوقت یہ دعویٰ ہے اور بفضلِ خدا بالکل حق بجانب ہے کہ تم اس کشمکش مذاہب میں سچائی کے اصلی وارث ہو باقی دنیا صدق و حق سے دور و نفور ہے تو اب تمہیں لازم ہے کہ سچائی کو دنیا میں پھیلانے کا اتنا اہتمام کرو کہ بجز اس کے اور کوئی شغل حیات تمہارا محبوب و مطلوب نہ رہے۔ تم اپنے آپ کو فیلڈ سروس پر سمجھو اور ایک بہادر سپاہی کی طرح خلق اللہ کو راہ راست پر لانے میں ہمہ وقت سرگرم سعی رہو۔ یاد رکھو! تم نری زبانی باتوں اور منطقی موشگافیوں سے لوگوں کو اس نور کا عاشق شیدا نہیں بنا سکتے۔ جو خدائے پاک اسوقت دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے بلکہ اسکے واسطے ضرورت ہو کہ پہلے وہ خود تمہارے چہرہ پر نمودار ہو تاکہ لوگ آپ سے آپ اسکی طرف مائل ہوں اور تمہارا ساتھ دینے میں اپنی بھلائی سمجھیں۔ اگر کوئی صرف کتابی بحثوں اور اخباری مناقشوں کے اندر دین حق کو محدود جانتا ہے تو یقیناً غلطی پر ہے۔ خدا پرستی کی پاک تاثیرات وہ زبردست حربے ہیں کہ بڑے بڑے ذی وجاہت علم و فضل کے پتلے اگر انکی فطرتیں سعید ہوں ایک کس پرس اُمّی کے آگے ہتھیار ڈالدیتے ہیں وہ کیا شے ہے جو انہیں اُسکے آگے گردنیں جھکانے پر مجبور کردیتی ہے۔ حق کا رعب و جلال۔ تقویٰ کی طاقت اور حسن باطن کی کشش۔ پس تم خدا کا شکر کرو کہ تمہیں اس کے راستباز (مسیح موعود علیہ السلام) پر ایمان لانے کی توفیق ملی۔ اور اس پاک تعلق کی قدر کرو۔ دیکھو وہ اکیلا تھا اور خدا نے انہی حربوں کے ذریعہ لکھوکھہا دل اسکے واسطے تسخیر کردئے۔ اب تم بھی اگر سچے احمدی ہو تو اپنا سارا زور اسپر خرچ کردو کہ اسکی تعلیمات کا زندہ نمونہ کہلاؤ اسلام کے صحیح معنی دنیا کو عملی طور پر سمجھاؤ۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کے مصداق ایک جہان کو کھینچ کر اپنی طرف لے آؤ۔ ہم علمی مجاہدات عقلی و نقلی اتمام حجت یعنی مناظرات اور دیگر تدابیر ظاہری سے منع نہیں کرتے مگر اپنا تزکیہ۔ حسن باطن اور کشش روحانی پیدا کرنا سب سے مقدم ہے۔ وہ اک چیز ہے جس کا مقابلہ اسباب ظاہری آج تک نہیں کرسکے۔ ورنہ کوئی بتلائے کہ خشک حجت بازیاں دنیا میں ابتک کتنی روحوں کیلئے موجب سنگساری ہوئی ہیں؟

ہمارے بھائی سیلون میں

خدا تعالیٰ کا از فضل ہے کہ راون کے جزیرہ (لنکا) میں بھی احمدؑ آخر زمانؑ کے ارادتمندان با اخلاص خاصی تعداد میں پیدا ہوگئے ہیں اور قرائن سے امید پڑتی ہے کہ اب وہاں کی جماعت انشاء اللہ روز بروز ترقی پذیر ہی جائے گی۔ حال میں کولمبو (صدر مقام سیلون) سے بہت سے نومبایعین کی ایک فہرست ہمارے دفتر میں پہنچی ہے۔ افسوس کہ وہ فہرست اخبار میں ابتک اسوجہ سے شائع نہیں کی جاسکی کہ بیعت کنندگان نے اپنے ناموں کی جگہ اکثر دستخط پر اکتفا کیا ہے۔ مثلاً ٹی کے لائی۔ جے این کھنڈ۔ ایس سی حسین۔ وہ بھی بعض نے انگریزی میں اور بعض نے اپنی مقامی زبان میں۔ جسکے الفاظ بھی کچھ ایسے غیر مانوس و نامعلوم ہیں کہ اُردو میں ان کا ٹھیک ٹھیک ادا ہونا مشکل ہے۔ جب تک کہ بالکل صاف طور پر نہ پڑھے جائیں۔ اُمید ہے کہ سکرٹری صاحب "دی سیلون احمدیہ ایسوسی ایشن" کولمبو۔ اس دقت کو رفع کرکے دیگر مقامات کے بھائیوں سے تعارف میں سہولت پیدا کرینگے۔

احمدی خاتون

اخویم مکرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے زیر ادارت رسالہ مندرجہ عنوان دو تین سال سے ماہوار نکل رہا ہے جسمیں احمدی مستورات کے لئے مفید و دلچسپ لٹریچر مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ احباب کو معلوم ہوگا کہ ہماری خواتین میں علم کی روشنی پھیلنے کی کیسی سخت ضرورت ہے۔ حضرت امام اولوالعزم بھی اس ضرورت کو محسوس فرماتے اور جہانتک ہمیں معلوم ہے۔ اس رسالہ کو حوصلہ افزائی کے قابل سمجھتے ہیں۔ پس اگر جماعت توجہ کرے تو خدا کے فضل سے وہ بہت کچھ فروغ پاسکتا۔ اور احمدی قوم کے طبقۂ اُناث کی بہت سی قیمتی خدمات انجام دیسکتا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے اسکی اشاعت بڑھانے میں ساعی ہوں حجم ۴۰ صفحے ماہوار اور چندہ عہ سالانہ

فاروق

اخی المکرم جناب میر قاسم علی صاحب سابق ایڈیٹر الحق دہلی کا نیا اخبار فاروق ۷ اکتوبر کو دار الامان سے شائع ہونے لگا ہے پہلا پرچہ اسوقت ہمارے سامنے ہے جسکے مضامین ماشاء اللہ خوب زوردار اور دلچسپ ہیں خصوصاً اعلیحضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے قیمتی ارشادات بعنوان "فاروق کے فرائض" جو تبرکاً و تیمناً لیڈر کی جگہ درج ہوئے ہیں لوح دل پر کندہ کرنے اور ہمیشہ پیش نظر رکھنے کے قابل ہیں وہ نہ صرف اپنے مخاطب اصلی یعنی معزز مدیر اخبار کیواسطے بلکہ ہر احمدی اخبار نویس اور جملہ اہل قلم کے حق میں انشاء اللہ از بس سودمند سبق آموز ہونگے۔ حضرت کے ابتدائی نوٹوں میں نام اور کام کی پُرمعارف بحث تو سچ مچ آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے اللہ تعالیٰ جماعت کو حضور کے کلمات طیبات سے عملاً فیض حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ اس نمبر کے باقی مضامین بھی عموماً جماعت کے ممتاز اہل قلم کے لکھے ہوئے ہیں جو اُمید ہے کہ آئندہ بھی معزز ہمعصر کا ہاتھ بٹاتے رہینگے بہرحال فاروق ہر لحاظ سے احمدی قوم کا ایک ہونہار اخبار ہے ہماری دلی دعا ہے کہ یہ حضرت امام اولوالعزم ایدہ اللہ کے حسب منشاء اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔۔۔ اور جماعت کے لئے بہت سی برکات کا موجب بنے۔ آمین۔ احباب کو چاہیئے کہ اسکی خریداری سے میر صاحب کی ہمت بندھائیں۔ تقطیع (۲۰×۲۶) حجم ۱۲ صفحے ہفتہ وار۔ چندہ ۳ روپے سالانہ جو ایک ایک روپیہ کی اقساط میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔

خواجہ کمال الدین اور بروز کی حقیقت۔

خواجہ کمال الدین صاحب مفاسد زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے رسالہ کرشن اوتار میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

(۱) . . . ایسے وقت میں اگر کرشن نے ظاہر ہونا تھا تو ضروری تھا کہ یا تو ہند میں۔ ایران میں۔ شام میں۔ فرنگستان میں مصر میں الگ الگ اس کا ظہور ہوتا۔ اور سب سے بڑھ کر عرب میں بڑی شوکت کے ساتھ وہ نازل ہوتا . . . . . عرب . . . . اپنی بدکاریوں اور جہالتوں کے باعث . . . . . تمام ممالک میں سے صدر ہونے کا حق رکھتا تھا اسلئے ضروری تھا کہ کرشن اگر اوتار لے تو اس وقت عرب میں اوتار لے . . . . چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کرشن نے عرب میں اوتار لیا صفحہ ۲۹ - ۳۰ ٭

(۲) جیسے آج کل حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود (علیہ السلام) جو اہل ہنود کے لئے کرشن اوتار ہو کر آئے تھے۔ صفحہ ۳۰ ٭

(۳) کرشن مہاراج . . . . نبی۔ اوتار اور خدا کا مظہر صفحہ ۳۶

(۴) ایک معنی بروز کرشن . . . . حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) نے کرشن ہونیکا دعوی کیا صفحہ ۳۶

(۵) کرشن علیہ السلام کی منشاء دراصل یہ ہے کہ اس وقت جسطرح میں خدا کا مظہر ہوں۔ آیندہ زمانوں میں بھی خدا کے مظہر میری طرح آوینگے۔ اور جو نور مجھ میں اسوقت ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ وہی بار بار ضرورت کے وقت پر دنیا میں ظہور پذیر ہوگا۔ اور یہ بات سچ ہے۔ جس قادر مطلق خدا نے کرشن کو ایک وقت ظاہر کیا۔ وہ طاقت رکھتا ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو کرشن جیسے لاکھوں انسان دنیا میں اپنے مظہر کر کے پیدا کرے۔ صفحہ ۳۲ ٭

(۶) وہ (کرشن) تو اس منصب کا ذکر کرتے ہیں کہ جس پر مامور ہو کر آپ بھارت ورش میں تشریف لائے تھے وہ فرماتے ہیں کہ جسطرح میں ادھرم کو دور کرنے کے لئے آیا ہوں میرے منصب کو لیکر کوئی نہ کوئی پرماتما انسان ایسی ہی ضرورت کے وقت آیا کریگا صفحہ ۳۲ ٭

(۷) الغرض . . . . جب شری کرشن جی مہاراج آپ کے وقت دھرم کو قائم کرنے کے لئے بار بار اس دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو . . . . . اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اس منصب کو لیکر دنیا میں آتا ہے۔ کہ جس منصب پر خود شری مہاراج تشریف لائے تھے۔ صفحہ ۳۶ ٭

حوالجات مندرجہ بالا میں خواجہ صاحب نے الفاظ اوتار نبی۔ مظہر اور بروز کو ہم معنی استعمال کیا ہے۔ اور ان الفاظ کے ایک ہی معنے مراد لئے ہیں۔ آپ خواجہ صاحب کا رسالہ کرشن اوتار شروع سے لیکر اخیر تک پڑھ جاویں آپ کہیں بھی ان خط کشیدہ الفاظ کے کوئی اور معنے یا تشریح نہ پائینگے۔

دوسری طرف خواجہ صاحب بروز کو ظل اور مجاز قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو اخبار پیغام صلح $\frac{۳}{۲۱}$ مورخہ $\frac{۲۶}{۲۹}$ اگست ۱۹۱۵ء صفحہ ۵ کالم ۱۔ جہاں آپ تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"میں خدا کو حاضر ناظر جان کر شہادت دیتا ہوں . . . . . کہ حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) کو جو نبوت خدا تعالی نے عطاء کی وہ ایک جزوی ظلی مجازی۔ بروزی نبوت تھی نہ حقیقی"

خواجہ صاحب نے حلفیہ شہادت سے بروز کو ظل قرار دیا ہے اب میں ذیل میں چند ایک سوالات پیش کر کے خواجہ صاحب سے بادب ملتجی ہوں کہ مندرجہ جواب دیں اور تبلاویں کہ:۔

(۱) رسول اکرم (فداہ ابی و امی) صلی اللہ علیہ وسلم نے کب اور کہاں کرشن اوتار ہونے کا دعوی کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف (قرآن مجید) کا ایک آدھ فقرہ ہی پیش کریں (یعنی آیہ) ٭

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو خدائے ذوالجلال کے مظہر اتم تھے۔ لہذا آپ کرشن کو خدا یقین کرتے ہیں یا نبی ؟

(۳) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرشن کا اوتار بمعنی ظل و بروز قرار دیکر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں حقیقت کے قائل ہیں یا نہیں ٭

(۴) آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرشن کا ظل قرار دیکر آپکی نبوت کو کامل اور حقیقی نبوت تسلیم کرتے ہیں یا جزوی ظلی مجازی اور بروزی۔ یہ بھی آپ کا عقیدہ ہے کہ ظل اصل کے برابر نہیں ہو سکتا ٭

(۵) کرشن (اصل) کا انکار اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ظل) کا انکار کیا کیا درجہ رکھتا ہے۔ اصل کا کفر اصل کفر ہے یا ظل کفر ٭

(۶) کرشن میں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں یہ الامتیاز کیا ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھ کر جواب دیں کہ کرشن تو مفاسد زمانہ کو مٹانے کے لئے بار بار اس دنیا میں تشریف لاتے ہیں مگر بقول آپ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آسکتے ٭

خواجہ صاحب کی حلف بازی اور اُسکی اصلیت ٭

خواجہ کمال الدین صاحب آج کل قسموں پر بہت کچھ اُترے ہوئے ہیں اور اندیشہ ہے کہ حسب منطوق آیہ واذا رایتہم تعجبک اجسامہم ط وان یقولوا تسمع لقولہم ط کانہم خشب مسندۃ ط انکی ظاہری جسامت اور طرز کلام اور اسپر خدا واسطہ کی حلف کا طرہ اکثر سادہ لوحوں کی ہلاکت اور گمراہی کا باعث ہو۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انکی حلف بازی کی اصلیت کو آشکارا کر دیا جاوے ٭

قارئین کرام مندرجہ بالا حوالجات میں دیکھ چکے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب کا بروز کے متعلق کیا عقیدہ ہے اور پھر وہ بھی حلفیہ لیکن اس سے پہلے اُسی اپنے رسالہ کرشن اوتار میں اپنا عقیدہ اسطرح بیان کرتے ہیں:۔

"اسمیں شک نہیں کہ ان لوگوں کے ظہور سے بعض صفات الہیہ کا ظہور ہوتا ہے . . . . . یہ خدا کے جلال کا کامل مظہر ہوتے ہیں . . . . . یہ لوگ خدا میں مر کر خدائی رنگ اختیار کر کے پھر بھی خدا نہیں ہو سکتے۔ اسی قسم کے خاص الہی رنگ میں جناب کرشن علیہ السلام بھی اس وقت رنگین تھے۔ جب وہ کنتی کے بیٹے ارجن کی رتھ چلا رہے تھے۔ یہی وہ حالت ہے جس نے مسیح سے الفاظ ابن اللہ وغیرہ کہلائے۔ یہی وہ صورت ہے جہاں جناب محمد مصطفےٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے مخلوق الہی کو اپنے عبد اور بندہ کہا . . . . . یہی وہ صورت ہے جہاں اس زمانہ کے مسیح اور اوتار جناب مرزا غلام احمد علیہ السلام کو خدائے تعالی فرماتا ہے کہ میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے تو مجھ سے بمنزلہ توحید ہے

وغیرہ وغیرہ " دیکھو حاشیہ کرشن اوتار صنا تا ص۱۲

جاؤ ہر چہار اکناف عالم میں اپنی مندرجہ بالا تحریر کو پیش کر کے پوچھو۔ اور دریافت کرو۔ سوائے اس کے اور کوئی جواب پاؤ گے کہ جو حقیقت کرشن میں تمنے تسلیم کی ہے وہی حقیقت حضرت مسیح میں۔ وہی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم میں اور بالآخر وہی حقیقت حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تسلیم کی ہے۔ اور جس منصب پر مامور ہو کر کرشن اور حضرت مسیح اور حضرت محمد رسول اللہ علیہم السلام تشریف لائے تھے۔ اسی منصب پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مامور ہو کر تشریف لائے۔ اور یہی ثابت کرنا تھا فالحمد للہ ٭

معزز ناظرین آپنے دیکھ لیا کہ خواجہ کمال الدین نے کسقدر اپنے ضمیر کو گندہ کیا ہے۔ اور پھر اپنے تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اپنی لایعنی قسموں سے عوام کو بھی اس گند میں ملوث کرنا چاہا ہے۔ خواجہ کی ہیچ قسم قسموں کی اس سے زیادہ وقعت نہیں کہ اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ ط انھم ساء ما کانوا یعملون الآیہ اور اسکی وجہ بھی خود قرآن مجید نے بیان فرما دی ہے کہ ذٰلک بانھم اٰمنوا ثم کفروا فطبع علےٰ قلوبھم فھم لا یفقھون۔ الآیہ

خواجہ کمال الدین کی ایمانی حالت کا اندازہ لگانے کے لئے ذیل میں ایک نقشہ دیا جاتا ہے جس سے قارئین کرام خود صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ وھو ھذا :-

خواجہ کمال الدین کی حلفیہ شہادت

۱۔ اور یہ بات سچ ہے جس قادر مطلق خدا نے کرشن کو ایک وقت ظاہر کیا وہ طاقت رکھتا ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو کرشن جیسے لاکھوں انسان دنیا میں اپنے مظہر کر کے پیدا کرے۔ کرشن اوتار ص۳۲

چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے تو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ) کرشن نے عرب میں اوتار لیا (اور پھر) آجکل حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود (علیہ السلام) جو اہل ہنود کے لئے کرشن اوتار ہو کر آئے تھے (یعنی) کرشن مہاراج ..... نبی اوتار اور خدا کا مظہر۔ (کرشن اوتار صفحہ ۳۰ و ۳۶)

اسی قسم کے خاص الہی رنگ میں جناب کرشن علیہ السلام رنگین تھے ..... یہی وہ حالت ہے جسنے مسیح سے الفاظ الفا و میگا وغیرہ کہلائے۔ یہی وہ صورت ہے جہاں جناب محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخلوق الٰہی کو اپنے عبد اور بندہ کہا یہی وہ صورت ہے جہاں اس زمانہ کے مسیح اور اوتار جناب مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ توحید ہے وغیرہ وغیرہ" حاشیہ کرشن اوتار صنا تا ۱۲ ٭

۲۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر شہادت دیتا ہوں ..... کہ حضرت مرزا صاحب کو جو نبوت خدا تعالیٰ نے عطا کی وہ ایک جزوی۔ ظلی۔ مجازی بروزی نبوت تھی نہ حقیقی۔ (دیکھو پیغام ۲/۱۲ صفحہ ۵ کالم ۱)

خدا تعالیٰ کی حلفیہ شہادت

۱۔ اذا جاءک المنٰفقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ (ترجمہ) منافقوں کی تو یہ حالت ہے کہ جب وہ تیرے پاس آتے ہیں یا تیری موجودگی میں بڑی شدومد سے تیری نبوت اور رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور بڑی عقیدتمندی سے اور قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ واقعی اور حقیقی طور پر تو رسول اللہ اور نبی اللہ ہے لیکن) واللہ یعلم انک لرسولہ ط (اللہ تعالیٰ تمہاری نیتوں سے خوب واقف ہے۔ جس وجہ سے کہ تم رسول رسول پکارتے ہو) البتہ خدا کی درگاہ میں تو واقعی رسول ہے۔ نہ ایسا جیسا کہ یہ منافق تجھے تجویز کرتے ہیں بلکہ ایسا جو خدا کے علم میں رسول ہو ٭

(نوٹ) جسکو خدا تعالیٰ کہے " یا نبی اللہ" وہ خواجہ صاحب کے نزدیک نبی اللہ ہی نہیں۔ اور اگر ہے بھی تو محض رسمی نبی۔ جس میں حقیقت نہ ہو۔ کیوں نہ ہو آخر خواجہ ہو۔ آپکے بحر علم کے آگے خدا کا علم کیا چیز ہے! معاذ اللہ

خواجہ صاحب نبی وہی ہوا کرتا ہے جو خدا کے علم میں نبی ہو۔ اور جسکو خود خدا نبی کہے نہ وہ جسے خواجہ کہے۔ فتدبر

واللہ یشھد ان المنٰفقین لکٰذبون الآیہ

چونکہ یہ خدا کے علم میں اور اس کے فرمان کے مطابق نبی بالحقیقت ہے اسلئے تمہاری قسمیں لغو ہیں اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ منافقین سراسر جھوٹے ہیں لکٰذبون کے ساتھ لام تاکیدی ہے اور اسلئے اسکے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ فلعنۃ اللہ علی الکٰذبین

فنّ تحریف کا نمونہ

ناظرین کرام خواجہ کے عقائد اور ایمانیات کا نمونہ نیز قسموں کی اصلیت تو آپ ملاحظہ فرما چکے۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خواجہ کو تقوٰی سے کسقدر حصہ ملا ہے۔ اب میں خواجہ صاحب کے فن تحریف کا ایک نمونہ پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہو جاویگا کہ کس طرح خواجہ ہاتھ دھو کر اپنے ایمان کے پیچھے پڑا ہے۔

خواجہ صاحب نے حضرت اقدس کی کتاب مواہب الرحمٰن سے ایک حوالہ پیغام ۲/۱۲ میں نقل کر کے حضرت اقدس کی نبوت کو ولایت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ حوالہ پیغام مندرجہ بالا کے صفحہ ۳ پر اسطرح درج ہے :-

اندکے ذکر درباره عقائدما

(۱) ما مسلمانیم۔ بکتاب الٰہی قرآن شریف ایمان مے آریم و ایمان مے آریم کہ سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نبی خدا و رسول خداست و دین او بہتر ادیان است و ایمان آریم کہ او خاتم الانبیاء ست۔ بعد او ہیچ پیغمبرے نیست مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد و موافق وعدۂ او ظاہر شد (۲) و خدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیاء خود دریں امت۔ و ایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود و در حقیقت انبیاء نیستند۔ زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است ..... الخ

میںنے ناظرین کی سہولت کے لئے اس حوالہ کے دو حصے کر دئے ہیں۔ خواجہ صاحب حصہ نمبر ۲ کو انڈر لائن کر کے بڑے گھمنڈ سے دوسروں کو غور کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں اور مغالطہ دیکر حضور علیہ السلام کی نبوت کو ولایت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ خواجہ صاحب یوں تو اسیخ ہوتے ہیں کہ ان الفاظ پر غور کرو۔ کسقدر صاف ہیں۔ مرزا صاحب (علیہ السلام) جس مقدس جماعت میں کا ایک ممتاز اور بے مثیل انسان ہے وہ اُن اولیاء اُمت کا گروہ ہے جن سے خدا تعالیٰ کا مخاطبہ مکالمہ جاری ہے۔ پھر اس جماعت کے متعلق آپ (م) فرماتے ہیں کہ وہ لوگ نبی درحقیقت نہیں ہوتے بلکہ انہیں رنگ نبوت کا ہوتا ہے

اور وہ نبی اس لئے نہیں ہو سکتے۔ کہ قرآن نے شریعت مکمل کر دی"

لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس۔ بی۔ اے اور ایل ایل بی ہو کر اور پھر قارئین مسلم مشنری ہو کر مندرجہ بالا فارسی عبارت کا وہ مطلب اور ماحصل دوسروں سے منانے کی کوشش کیگئی ہے۔ جسکی نسبت ایک معمولی سے معمولی استعداد کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ خواجہ صاحب نے یا تو دیدہ ودانستہ مغالطہ دیا ہو یا بوجہ حق کا مقابلہ کرنے کے حواس میں فتور آگیا ہے اور اب آپ کا دماغ اس قابل بھی نہیں رہا کہ ایک سہل ترین فارسی عبارت کو سمجھ سکے ؛

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے،

خواجہ صاحب کیا اسی علمیت نے آپکے قلم سے حضرت اولو العزم فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی شان میں یہ الفاظ لکھوائے تھے کہ "یہ نازیبا کلمہ اپنے مرشد اور مامور اور ایک ملہم من اللہ کی قلم سے نکلی ہوئی تصانیف کے متعلق ایک ایسے غیر ملہم کے منہ سے سُنا کہ جسکی تصنیف علمی غلطیوں سے بھی خالی نہیں ہوتی"۔ ع

چہ شد عقل ترا اے ہوشیار ے

خواجہ صاحب اون فقرات کو تو انڈر لائن کرتے ہیں جنمیں حضور علیہ السلام حسب منطوق حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اولیاء امت کا مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہونا ثابت کرتے ہیں۔ لیکن جہاں حضور اپنی نبوت کا ذکر فرماتے ہیں۔ اسکو نظر انداز کر جاتے ہیں جہاں آپنے فرمایا کہ "مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد وموافق وعدۂ او ظاہر شد" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ بڑے چالباز آدمی ہیں۔ اور چالاکی سے جس فقرہ پر خود خط کھینچ دیا۔ اوسی کی طرف عوام کو دھوکہ دیکر اون کی طبائع کو رجوع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یا یہ کہ جہاں آپ عربی سے نابلد محض ہیں۔ فارسی سے بھی آپ کو چنداں مس نہیں۔ اب میں آپکو بتاتا ہوں کہ اس عبارت کی ترتیب کیا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ ذرا ہوش سے سُننا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیہ شریفہ میں لکن استدراکیہ ہے۔ اور یہی ایک آیت حضرت اقدس علیہ السلام کی نبوت کی کافی شاہد ہے۔ ازیں قبیل حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا ہے "مگر" آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد۔ یہاں بھی لفظ "مگر" استدراکیہ ہے۔ اور جیسے اس آیت میں ابا کی نفی کرکے لفظ لاکن سے نبوت فی الامت کا اثبات کیا ہے اسی طرح حضرت اقدس علیہ السلام نے مواہب الرحمٰن کے مندرجہ بالا حوالہ میں براہ راست نبوت کی نفی کرکے لفظ مگر سے نبوت بالواسطہ کا اثبات فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ "موافق وعدہ او ظاہر شد"۔ یعنی آنحضور کے ذریعہ اس کا ظہور بھی ہو گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق ہُوا۔ فالحمد للہ ؛

اب ناظرین انصاف سے خدا لگتی کہیں کہ اس سے بڑھ کر اور کیا تحریف ہوگی یہ ہے خواجہ صاحب کی ابلہ فریبی اور علمی قابلیت۔ جبر آپ کو مجددیت اور امامت کا شوق چرایا ہے۔ اور یہاں تک کہنے کی جرأت ہوگئی ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب کرتے تھے۔ وہی کام میں بھی کرتا ہوں۔ خواجہ صاحب! اوروں کو ہوش کی کہتے ہو اپنے ہوش سنبھالو اور دیکھو تم کیا سے کیا ہو گئے ہو۔ اور کہاں سے کہاں پہنچے ہو۔ کیا احمدیت اسی کا نام ہے کہ جسکے نام کے ساتھ وابستہ ہونا ایمان سمجھتے ہو۔ جس کی تعریف وتوصیف میں تمہارے اپنے لکھے ہوئے حروف بھی ابھی نہ سوکھے ہوں۔ اسی کے خلاف آج زہر اوگلتے ہو۔ خواجہ امیر کے میرزا نے تو تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی تھی بلکہ اسی کی کفش برداری سے آج تم تمام دنیا میں شہرت پا گئے۔ ایسے محسن سے یہ سلوک! اور پھر دعویٰ احمدیت کچھ شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو تو تمہارے قلب کی اب کیا حالت ہے۔ پھر کہتے ہو کہ (آپ جیسے) احمدیوں کے متعلق ایسا لٹریچر استعمال کیا جاتا ہے۔ خدارا خواجہ صاحب انصاف سے کہیں کہ چور کو چور۔ زانی کو زانی کہیں تو کیا جرم ہے؟ یا زانی کو شریف اور کاذب کو صادق کہیں تو کیا سعادت ہے؟ سہ

مثال علم تو آمد بہ قرآن ؛ کتابے چند بر پشت حمارے
(کرشن اوتار)

باقی آیندہ بشرط زندگی

احقر مرزا محمد افضل خان احمدی شملہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

ماہوار پیام

تو خود حافظا سر ز مستی متاب
کہ سلطان نخواہد خراج از خراب

چونکہ عیسائیوں میں کے چند نو مسلم پیغام بلڈنگس میں گذارہ کرتے ہیں اور کبھی کبھی کچھ واہی تباہی باتیں لکھتے رہتے ہیں اسلئے گاہ گاہ ہمیں بوجہ اس لگاؤ کے اخبار پیام دیکھنے کا ناگوار اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ اور ہمیں ابتدا سے یہ خیال ہے کہ جس صورت میں ان لوگوں کے پیر صاحب قریباً ایک صدی کی چوتھائی مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ میں گنوا کر موٹے سے موٹے مسائل نہیں سمجھے۔ پھر کیونکر ممکن ہو کہ انکے مریدان با عقیدت عمر نوح پاکر بھی کسی مذہب سے واقف ہو جائیں۔ ہمارا یہ خیال صرف خیال ہی نہ رہا۔ بلکہ ان لوگوں نے قولاً فعلاً اس کی تصدیق کر دی۔ چنانچہ ۲ جون ۱۹۱۵ء کے پیام میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے "دہ وہ دینا بدہ" لکھکر واقف کاروں کو خوب ہنسایا اور ہمیں بھی ؛

انہی ایام میں مسٹر فضل الٰہی کا چشمہ معلومات بھی جسے وہ بحر ناپیدا کنار خیال کیا کرتے تھے۔ زوروں پر تھا۔ چنانچہ آپ کسی گمنام عیسائی کی کسی کتاب کے ساتھ کشتی کرنے کے لئے میدان میں اُترے ہوئے تھے۔ اور چونکہ مسیح موعود اور حضرت اقدس خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کے عقائد پر حملہ کرنے میں پیام بلڈنگس کے کل ممبر کیا جوان اور کیا بوڑھے

سب سر سے پاؤں تک خضاب ہو گئے۔ لہذا جھٹ آپ نے ڈنکے کی چوٹ: مسیح ناصری کے تولد بے پدر کو "گپوڑا" لکھ مارا۔ اور اس وقت اس بھلے آدمی کو بالکل اگا پیچھا نہیں سوجھا۔ اور نہ معلوم کیا کہ میرا مقدمہ کیا ہے اور نتیجہ کیا نکالتا ہوں؟ ہر دو مضامین مذکورہ کے جواب میں ہم رسالہ تشحیذ الاذہان کے ذریعے بفضل خدا ان کا اچھی طرح قلع قمع کر چکے ہیں جس کا جواب آج تک اس پام بلڈنگس کی پتھریلی بلند چوٹی سے نہ ہو سکا۔

مثل مشہور ہے کہ جیسا راجہ ویسی پرجا۔ بھلا جس صورت میں انکے پیر صاحب انجمن احمدیہ قادیان کا بیس ہزار روپیہ ڈکار ہضم کر گئے۔ پھر کیونکر یہ لوگ اپنی اُگلی ہوئی کو واپس لے سکتے ہیں۔ اخر تو چاہیئے تھا کہ ہمارا جواب لکھتے یا ہماری پیش کردہ صداقت کو قبول کر لیتے لیکن نہ جواب تحریر کرنا اور نہ اپنی غلطی تسلیم کرنا ان کی سخت اخلاقی و روحانی کمزوری پر دال ہے۔ افسوس!

ماننے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا تمہارے جو اترنا دیکھے

غرضیکہ ہم بار بار ان لوگوں پر یہی اتمام حجت کرتے ہیں کہ کیوں آج تک جواب نہ دیا۔ کیا آج تک اپنے مضامین کے جوابات جو ہماری طرف سے شائع ہوئے آپ کی سمجھ میں نہیں آئے۔ سچ ہے ؎

رند اگر زہد حافظ نکند فہم چہ باک
دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآں خوانند

ہمیں خیال ہے کہ شاید آج تک آپ اپنے پیر صاحب کی جانب کوئی بست ہزاری معجزہ منسوب کرنے کی دھن میں نئے ٹریکٹ یا رسالہ لکھنے کی وجہ سے عدیم الفرصت ہیں اس لگے ہاتھوں ہم اسکی بھی قدرے تشریح کر دیں۔

آپ کے پیر صاحب کا یہ بست ہزاری کرشمہ کوئی معجزہ نہیں بلکہ ان کی ناکامی کے خسرہ کی بیماری بھر کم علامت ہے کیونکہ ایسے معجز نما ہند میں بہت سے گذر چکے ہیں آپ کے پیر صاحب تو انکے نزدیک ابھی طفل مکتب ہیں۔ تانتیا بھیل ممالک متوسط میں ان سے کہیں زیادہ بلند نام بزرگ ہوا ہے جسکی تصویر بھی ہاتھوں ہاتھ ایک کر ایسا اعزاز پا چکی ہے جس کا عشر عشیر بھی آپکے پیر کی پورے قد کی جیتی جاگتی تصویر کو تاحال نصیب نہیں ہوا۔ اوباچند بنگالی اس سے ذرا اتر کر جو دراصل تانتیا بھیل کا اوتار اور بظاہر اسکے فن سے بیزار سمجھا جاتا تھا۔ پھر کہیں جا کر یہ چھوٹے چھوٹے بست ہزاری امراء جو حشرات الارض کی طرح کبھی اس گاؤں میں اور کبھی اس شہر میں جا سر نکالتے ہیں بس آپکے پیر صاحب بہادروں میں نہ چالبازوں میں بلکہ بست ہزاری حالت میں بھی لٹا بنجارا۔ لہذا آپ اپنے پیر جی کی خاطر جمع رکھیں کہ جس صورت میں دنیا کا ایک معزز سر سید تین لاکھ کالج کے سرمایہ میں سے چرائے جانے کے بعد اپنے ارادہ سے باز نہ آیا تھا۔ پھر کیا معاذ اللہ! خدا بیس ہزار کے نقصان سے ہمت ہار کے اس اپنے سلسلہ کو مٹا دیگا؟ ہرگز نہیں۔ دنیا میں ایک بڑھیا عورت بھی جس کا بچہ گم ہو جائے کسی عیار کو تعویذ گنڈے کے عوض دس پچاس نذر کر کے بھوکوں نہیں مرجاتی۔ تو کیا خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء و خلفا خائنوں کے ہاتھ سے دس بیس ہزار کا نقصان اٹھا کر حوصلہ ہار سکتے ہیں؟ حاشا و کلا۔ افسوس ہم اس بست ہزاری معجزہ کی تشریح میں اپنے مضمون سے کچھ دور جا پڑے۔

ہاں فضل الہی صاحب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم کے تو آپ ذمہ وار نہ سہی۔ مگر اپنے گفتہ نوشتہ کو بھول جانا کیا "حافظہ نباشد" کا ثبوت نہیں۔ غور کیجئے۔ دنیا میں بعض عورتیں ایسی ہو گذری ہیں جو اپنے تحریری تقریری دعووں کے اثبات پیش کرنے میں کبھی عاجز نہیں آئیں امریکہ کی بوڑھیا مسز اڈی جس نے اپنے مخالف جادو رقم ظریف مارک ٹوئین کو ناک چنے چبوائے تھے۔ ایک ایسی عورت تھی۔ مسز اینی بسنٹ کی ہمت کو پیش نظر رکھو کہ نتیجہ نکالو مگر برخلاف اس کے ایک آپ ہیں کہ منہ پر ڈاڑھی بھی ہے مگر پھر بھی ہمارے بالمقابل قلم اٹھاتے ہوئے ہاتھوں میں رعشہ پڑتا۔ اور دل شرم سے پانی پانی ہوا جاتا ہے۔ پس اگر اپنے "گپوڑے" کو آپنے اب بھی سچا ثابت کیا تو پروفیسر اور اسکے پرنسپل ہر دو کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ فقط

عبد الخالق نو مسلم